

پائے اکبرؑ

سناں نکل گئی سینے سے جاں نکلتی نہیں
 نہ جانے صغراً سے کیا کہہ کے آئے ہیں اکبرؑ

خاکِ کپائے ماتم گسار ان حسینِ مظلوم

میر احمد نوید

نوحہ

ہے وقت سحر آخری اکبرؑ کی اذال ہے
خیمے میں مصلے پہ سسکتی ہوئی ماں ہے

اے موت موڈن کو چہکنے دے ذرا دیر
پھر دل علی اکبرؑ کا ہے اور نوکِ سناں ہے

دل تھام کے ہاتھوں سے کچھ اس طرح سے کی آہ
پہچان گئے سب علی اکبرؑ کی یہ ماں ہے

کھینچتے ہی سناں ساتھ نکل آئیں گے دونوں
ہے ماں ابھی خیمے میں ابھی دل میں سناں ہے

لیٹاؑ نے نظر بھر کے نہ دیکھا کبھی اس کو
سب دیکھ کے جیتے ہیں جسے یہ وہ جواں ہے

ماہیں گے نویدِ اس لئے ادا سے برہمی
صورت ہے محمدؐ کی محمدؐ کی زباں ہے

نوحہ

ہوش میں آئی وہ ماں خیموں کے جل جانے کے بعد
غش میں تھی نیزہ دلِ اکبرؑ پہ چل جانے کے بعد

جب سناں سینے سے نکلی لڑکھڑائے دو جہاں
دو جہاں سنبھلے شہہؑ دیں کے سنبھل جانے کے بعد

در پہ خیمے کے کھڑی اک ماں کے دل میں گڑگئی
برچھی اکبرؑ کے کلیجے سے نکل جانے کے بعد

کیسے جاں اکبرؑ کی نکلی خاک پر کہتے رہے
ایڑیوں کے جوشناں تھے دم نکل جانے کے بعد

آندھیاں اٹھیں مگر بے ہوش جب ماں ہو چکی
زلزلہ آیا مگر نیزے کے چل جانے کے بعد

آنکھ کے آگے شہہٴ دیں کی آندھیرا چھا گیا
چاند سے سینے میں اک برجھی کا پھل جانے کے بعد

بیچ خمیے کے کھڑی ماں سوچتی ہی رہ گئی
کیا رہا خمیے میں اکبرؑ کے نکل جانے کے بعد

خاص زہراً کا عطیہ ہے یہ پروازِ نوید
پر یہ آتی ہے بلندی، پر کے جل جانے کے بعد

نوحہ

اے موت یہ اکبرؑ ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے
ہمشکل پیمبر ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے

در پر کبھی خمیے کے کبھی خمیے سے باہر
مال کھولے ہوئے سر ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے

اک ہاتھ کہ قبضے پہ ہے عباسؑ جری کا
اک ہاتھ کہ دل پر ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے

یہ دیکھ کہ شبیرؑ کی بینائی نہ کھو جائے
کچھ ایسا یہ منظر ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے

واللہ دھڑکتا ہے دلِ شاہِ اسی میں
یہ سینہ اکبرؑ ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے

گر آگنی صحرا میں اسے نیند قضا کی
تکلیف ہے نہ بستر ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے

اکبرؑ کی بلا لے کے کہیں خود ہی نہ مر جائے
زینبؑ ابھی در پر ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے

جاں میری نوید آئی لبوں پر یہی کہتے
دل سینے سے باہر ہے سناں ہاتھ سے رکھ دے

نوحہ

دل ہاتھوں سے سرور کو نکلتا نظر آیا
برچی میں جو اکبر کا کیچہ نظر آیا

سینے سے نکلتی ہوئی برچی نظر آئی
سایہ درِ خیمہ سے نکلتا نظر آیا

تن تھا کہ ہوا زانویں شبیر پہ ساکت
دل تھا کہ سرِ خاک تڑپتا نظر آیا

آنکھوں میں بصارت تھی نہ کانوں میں سماعت
شبیر کو ہاتھوں سے وہ لاشہ نظر آیا

ٹھوکر نے بتایا کہ گرے گھوڑے سے اکبر
اکبر نے صدا دی تو اندھیرا نظر آیا

مجھ کو تو سناں سینہ اکبرؑ میں نظر آئی
اے خواب کی تعبیر تجھے کیا نظر آیا

سجدے میں جو سردے، ہے نویدِ اس کو، ہی سجدہ
جس چہرے میں اللہ کا چہرہ نظر آیا

نوحہ

حسینؑ کیا کریں زینبؑ کو لائے ہیں اکبرؑ
پدر کی جان میں جانے کو آئے ہیں اکبرؑ

سناں نکل گئی سینے سے جاں نکلتی نہیں
نہ جانے صغراً سے کیا کہہ کے آئے ہیں اکبرؑ

یہ زرد ہوتا ہوا چہرہ کس طرح سے چُھپے
سناں کا زخم تو شہؑ سے چُھپاتے ہیں اکبرؑ

ججی ہوئی ہے درِ خیمہ پر نگاہِ حسینؑ
رخِ حسینؑ پہ نظریں جماتے ہیں اکبرؑ

بس ایک حُرؑ نے سُنی وہ اذانِ صُبحِ قتال
اذان دینے جو صحرا میں آئے ہیں اکبرؑ

ہوائے شام غزیریاں نے سب بجھا ڈالے
چراغِ صغراً نے جتنے جلائے ہیں اکبرؑ

سفیدی جم گئی بالوں پہ بن کے گرد نویدِ
نہ در سے اٹھ سکی صغراً نہ آئے ہیں اکبرؑ

نوحہ

ماں کہہ رہی ہے رکھ کر زانو پہ خوں بھرا سر
آنکھیں تو کھول اکبرؑ آنکھیں تو کھول اکبرؑ

پہچان لو تو جانو صورت ہے کیا ہماری
آنکھیں تو کھول دیکھو حالت ہے کیا ہماری
ماں کہہ رہی ہے رکھ کر زانو پہ خوں بھرا سر

سہرے کی ہر لڑی تو اشکوں میں ڈھل گئی ہے
مہندی کی تھی جو حسرت وہ خون مل گئی ہے
ماں کہہ رہی ہے رکھ کر زانو پہ خوں بھرا سر

سربانے دیکھو صغراً کا نامہ بر کھڑا ہے
دیکھو تو گرد بیٹا سب گھر کا گھر کھڑا ہے
ماں کہہ رہی ہے رکھ کر زانو پہ خوں بھرا سر

خوشید سا یہ چہرہ سب خوں میں بھر گیا ہے
 دیکھو تو ماں کے دل میں نیزہ اتر گیا ہے
 ماں کہہ رہی ہے رکھ کر زانوں پہ خوں بھرا سر

ہے ناک سر پہ ڈالے کھولے ہے بال مادر
 اٹھو کہ چھن نہ جائے سر سے ہمارے چادر
 ماں کہہ رہی ہے رکھ کر زانوں پہ خوں بھرا سر

ڈوبے جو تم لہو میں تکبیر خوں میں ڈوبی
 قرآن خوں میں ڈوبا تفسیر خوں میں ڈوبی
 ماں کہہ رہی ہے رکھ کر زانوں پہ خوں بھرا سر

لب پر یہ اُم لیلیٰ کے ہے نویدِ نالہ
 تم کیا گئے گیا ہے گھر سے میرا اُجالا
 ماں کہہ رہی ہے رکھ کر زانوں پہ خوں بھرا سر

نوحہ

اب تک علی اکبر کو اذال ڈھونڈ رہی ہے
وہ چاند کہاں چھپ گیا ماں ڈھونڈ رہی ہے

شہہ شام کے بادل میں جسے ڈھونڈ رہے ہیں
اُس چاند کے سینے کو سناں ڈھونڈ رہی ہے

آنکھوں سے نہیں ہاتھوں سے سرور کی ضعیفی
لاشِ علی اکبر ہے کہاں ڈھونڈ رہی ہے

صغراً کی دعا لاشہ اکبر کے سر ہانے
دم توڑتی ایڑی کے نشاں ڈھونڈ رہی ہے

اتنا ہے دہن خشک زباں دے کے دہن میں
اکبر کی زباں شہہ کی زباں ڈھونڈ رہی ہے

بازار ہو دربار ہو زنداں کہ اندھیرا
اکبرؑ سے بچھڑ کر وہ اماں ڈھونڈ رہی ہے

جب عید نوید آئی مدینے میں تو لیلیٰ
اکبرؑ کی جگہ گھر میں دھواں ڈھونڈ رہی ہے

نوحہ

کس طرح سے ماں بھولے رخصت علی اکبرؑ کی
ہر وقت ہے آنکھوں میں صورت علی اکبرؑ کی

خورشید سا وہ چہرا رنگ آنکھوں کا وہ گہرا
اور اُس پہ سنہری وہ رنگت علی اکبرؑ کی

انداز وہ ہر اک سے مل کر بھی جداگانہ
اور سب سے نکلتی وہ قامت علی اکبرؑ کی

صحرا کا وہ سناٹا اور شب کی وہ تاریکی
اور روشنی کرتی وہ صورت علی اکبرؑ کی

گفتار میں لہجے میں نرمی وہ نبیؐ جیسی
چلنے میں علیؑ جیسی قامت علی اکبرؑ کی

نانا سے شباہت کی نسبت ہی کچھ ایسی تھی
 کرتی تھی امامت بھی حرمت علی اکبرؑ کی

وہ شہہؑ کی نگاہوں کا اکبرؑ پہ ٹہر جانا
 جاں دینے میں سب پر وہ سبقت علی اکبرؑ کی

مر کر بھی نوید اُس کا سکتا ہی نہیں ٹوٹا
 یوں ٹہری نگاہوں میں صورت علی اکبرؑ کی

نوحہ

پیاسے علی اکبرؑ نے سناں کھائی جو دل پر ماں رہ گئی کہہ کر
ہے ہے مرے اکبرؑ
کھائی ہے سناں تو نے وہاں اے مرے دلبریاں مر گئی مادر
ہے ہے مرے اکبرؑ

کھنچتے ہوئے سینے سے سناں دیکھ رہی ہے
کچھ تم کو خبر ہے کہ یہ ماں دیکھ رہی ہے
اب ماں کو صدا دو کہ نہ آجائے نکل کر دل سینے کے باہر
ہے ہے مرے اکبرؑ

ہے نقش مرے دل پہ تیری خمیے سے رخصت
برپا تھی درِ خیمہ پہ جس وقت قیامت
پردے کا وہ اٹھ اٹھ کے جو گرنے کا تھا منظر بھولے گی نہ مادر
ہے ہے مرے اکبرؑ

کیسے کہوں ادا کی نظر کھا گئی تم کو
 میں کیسے خبر دوں کہ قضا آگئی تم کو
 صغراً کو خبر کون مدینے میں دے جا کر مر جائے گی خواہر
 ہے ہے مرے اکبرؑ

ماں ہونے کے حق سارے ادا کر دیئے جس نے
 اٹھارہ برس تم پہ فدا کر دیئے جس نے
 پالا ہے تمہیں جس نے کہ سینے سے لگا کر وہ زینبؑ مضطر
 ہے ہے مرے اکبرؑ

لو آگ لیے آگے خیمے میں ستمگر
 جلتے ہوئے خیمے سے نکالو مجھے باہر
 گر تم نہیں آئے تو اسی خیمے کے اندر جل جائے گی مادر
 ہے ہے مرے اکبرؑ

جلتے ہوئے خیمے میں ہے شاید کوئی بیمار
 زینبؑ کے سوا کوئی نہیں اُس کا مدد گار
 آتی ہے کبھی جاتی ہے وہ خیمے کے اندر زینبؑ ہے کھلے سر
 ہے ہے مرے اکبرؑ

ان شعلوں نے پہلے تو ہر اک خیمہ جلایا
 دامن انہی شعلوں نے سکینہؑ کا جلایا
 اور اب ہے مرے سامنے گھوارۃ اصغرؑ ان شعلوں کی زد پر
 ہے ہے مرے اکبرؑ

جس وقت نویدؑ آیا سر نیزہ ہر اک سر
 لیلیٰ نے نویدؑ اُس گھڑی تھاما دلِ مضطر
 اک نیزے پہ لیلیٰ نے جو دیکھا سر اکبرؑ آیا یہ لبوں پر
 ہے ہے مرے اکبرؑ

نوحہ

کس کی نظر یہ لگ گئی کڑیل جوان کو
بے جان کس نے کر دیا باٹو کی جان کو

حسرت سے شاہ دیں نے سناں کھینچتے ہوئے
اکبرؑ کو دیکھا اور کبھی آسمان کو

آتی ہو دل دھڑکنے سے اکبرؑ کی جب صدا
صغراً ہٹائے کس طرح اکبرؑ کے دھیان کو

جاری اسی زباں سے ہوتے نہر و سلسبیل
لوگوں دعائیں دو اسی سوکھی زبان کو

اکبرؑ کی لاش خیمے میں اس طرح لائے شاہ
ہاتھوں پہ لیکے آئے ہوں جیسے قرآن کو

اکبرؑ تیری صدا میں ہے تکبیر کی صدا
قائم کیا اذان نے تری ہر اذان کو

نیزہ جنہوں نے کر دیا اکبرؑ کے دل کے پار
نیزوں پہ لیکے آئے تھے کل وہ قرآن کو

اللہ سے نویدؑ کی پرواز الامان
تکتے ہیں جبریلؑ بھی جس کی اُٹان کو

نوحہ

جینے گی کیسے ترے بعد تیری ماں اکبرؑ
تو یاد آئے گا گونجے گی جب اذال اکبرؑ

یہ غم ہے ماں کو نہ کیوں آ کے دل میں ماں کے گڑی
لگی ہے سینے پہ تیرے جو یہ سناں اکبرؑ

گئے تو لے گئے تم اپنے ساتھ یہ آنکھیں
کہ اب مجھے نظر آتا ہے سب دھواں اکبرؑ

یقین آیا مجھے تب کہ موت آئی تمہیں
بندھی تھی جب مرے بازو میں ریسماں اکبرؑ

صدائیں ماں کو جو دے کر گرے تھے گھوڑے سے
زمیں پہ ٹوٹ پڑا تھا یہ آسماں اکبرؑ

تمہاری موت کے اس زخم کی دوا نہ دعا
یہ درد جائے گا آخر کو لے کے جاں اکبرؑ

نوید ہائے وہ دے مارتی تھی خاک پہ سر
کہاں سے ڈھونڈ کے لائے گی تجھ کو ماں اکبرؑ